HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

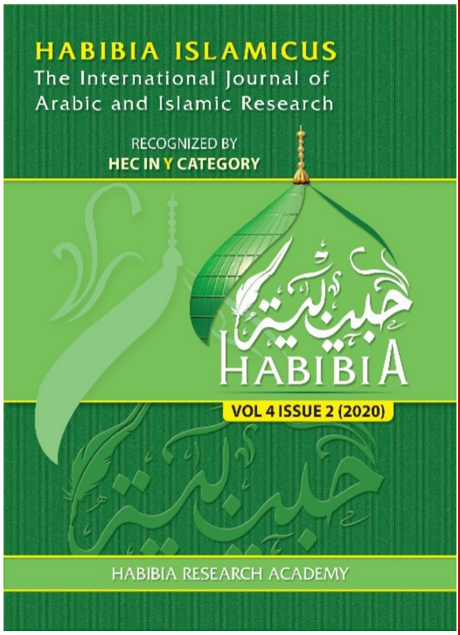

TOPIC:

KEY FEATURES OF TAFSEER E MAJIDI

خصوصیات تفسیرماجدی

AUTHORS:

1. *Muhammad Shamim Akhter, Research Scholar, Dept. of Usool-ud-Din, University of Karachi. Email: muftishamim1981@gmail.com , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-3324-3538*
2. *Dr. Muhammad Ismail Arifi, Assistant Professor, Dept. of Usool-ud-Din, University of Karachi. Email: drismailaarifi@uok.edu.pk , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-7707-461X*

HOW TO CITE: *Arifi, Muhammad Ismail, and Muhammad Shamim Akhter. 2020. "URDU 2 KEY FEATURES OF TAFSEER E MAJIDI: خصوصیات تفسیرماجدی". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 4 (2):15-28. https://doi.org/10.47720/hi.2020.0402u02.*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/131
Vol. 4, No.2 || July –December 2020 || P. 15-28
Published online: 2020-12-10

QR. Code

KEY FEATURES OF TAFSEER E MAJIDI

خصوصیات تفسیر ماجدی

Muhammad Shamim Akhter, Muhammad Ismail Arifi

ABSTRACT

Endurance 0f Muslims and Islam lies in the Quran till Muslim will remain associated with the teachings of Quran they will remain honorable in the world that is the reason why righteous scholars use to make Muslims attentive towards the teaching of Islam in every era. Because the Quran holds complete guidelines of every era. That's why according to priority of the era, Scholars of that era wrote interpretation of Quran accordingly. In recent past molana Abdul Majid Daryabadi wrote interpretation of Quran according to priorities of modern era. In this interpretation objection of recent philosophy have been satisfactorily answered along with fiqh and Islamic Mysticism. An important feature of this interpretation is Belletristic approach which makes it different from other interpretation.

KEYWORDS: *Molana Abdul Majid, Taqabul e Adyan, Tafseer e majdi, Key features of tafseer Majidi..*

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے زمانے کے لحاظ سے معجزات عطا کئے۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں جادوگروں کا طوطی بولتا تھا تو حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ید بیضاء اور عصا کا معجزہ عطا فرمایا کہ اس وقت کے تمام کا حسن اس کا توڑ کرنے سے عاجز ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ کی حقانیت اور نبی برحق ہونے کا بھی یقین ان کے دلوں میں ایسا پیوست ہوا کہ سولی پر لٹکنا تو قبول کرلیا مگر موسیٰؑ کی پیروی سے انکار ممکن نہیں ہوا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ کے زمانے میں طب اپنے عروج پر تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو کوڑھ کے علاج اور مُردوں کو "قم باذن اللہ" کا معجزہ دے کر ان کی حقانیت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں فصاحت اور بلاغت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی تو جناب نبی کریم ﷺ کو قرآن کریم جیسا فصیح و بلیغ کلام عطا کیا کہ رہتی دنیا تک اس کلام کی مثال لانے سے عاجز ہے۔ مگر قرآن کریم چونکہ قیامت تک رہنے والا کلام ہے اس اب اس کے علاوہ کوئی آسمانی کتاب نازل ہونے والی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس اس کلام میں وہ علوم یکجا فرمادیئے جو کہ قیامت تک کہ علوم پر حاوی ہو نیز یہ کلام اتنا جامع اور مانع نازل کیا کہ اب اس کے بعد کسی کتاب تو کیا کسی ضمیمہ تک کی گنجائش نہیں بچی، یہی وجہ ہے کہ آج تک یہ کلام گمراہ انسانیت کی مکمل فلاح، بہبود اور کامیابی کے لئے کافی وشافی ہے۔

جب بھی اس امت کو کوئی نازک مرحلہ کا سامنا کرنا پڑا تو یہ قرآن کریم ہی اس سے بحفاظت نکالنے کا ذریعہ بنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے 64لاکھ مربع میل پر حکومت کی مگر ان کی لائبریری میں صرف ایک ہی کتاب ہوتی تھی جس کا نام قرآن کریم تھا، اور پھر صحابہ کے بعد جب تک امت نے قرآن کریم کو اپنا امام بنایا اور اس کی تعلیمات پر عمل رکھا اُس وقت تک اس امت کو عروج حاصل رہا۔ جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ "اللہ تعالیٰ اس قرآن کریم کی وجہ سے قوموں کو عروج عطا کرتا ہے یا اسی کی وجہ سے پستی دیتا ہے" قرآن کریم ایک عالمی کتاب ہے جو کہ پورے عالم کی ہدایت کے اصول اپنے اندر سمائے ہوئے مگر شرط یہ ہے کہ تمام اقوام تک

اس کو اس انداز میں پہچایا جائے کہ ان کے لئے اس پر عمل کرنا آسان ہو، اس وجہ سے اس امت کے اکابرین نے ہر دور میں ہر زبان میں اس کا ترجمہ و تفسیر کا خوب اہتمام کیا۔ ترجمہ و تفسیر کے لحاظ سے بر صغیر کی اردو زبان نے بھی بیش بہا خدمات انجام دی اور ہر آنے والے نے اس کے ترجمہ و تفسیر کو آسان سے آسان کرنے کی کوشش کی۔

1857 کی جنگ آزادی کے بعد جہاں انگریز سرکار نے مسلمانوں کو جسمانی غلام بنانے کی کوشش میں جزوی کامیابی حاصل کی، وہیں اس نے نظریاتی و فکری جنگ بھی شروع کی، یہ دوسری جنگ پہلی سے زیادہ خطرناک تھی، دوسری طرف ہندو معاشرہ کا بھی اپنا الگ طرز زندگی تھا۔ ایسے میں مسلمان چکی کے دوپاٹ کے درمیان کی کیفیت سے وابستہ تھے، انگریز اور ہندو کی غلامی سے آزادی بھی اس کا مشن تھا اور ساتھ ہی ساتھ نئی نسل کو اس طرح کے عقائد و نظریات سے محفوظ رکھنا بھی اس کے لئے لازمی تھا۔ اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے اس امت کے ان علمائے کرام کو جنہوں نے ہر دو محاذ پر ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ علمی سطح پر کامیابی کے لئے علمائے کرام نے امت کو قرآن کریم کی طرف متوجہ کیا اور اس کے لئے مختلف علمائے کرام نے ترجمہ و تفسیر کا کام کیا جن میں ایک تفسیر مولانا عبد الماجد دریابادیؒ کی تفسیر ''تفسیرِ ماجدی'' ہے۔ مولانا کی تفسیر اردو تفاسیر میں ایک قیمتی اور قابلِ قدر اضافہ ہے نیز تفسیرِ ماجدی کو ہر زمانے کی دیگر تفاسیر میں کئی حوالوں سے ممتاز مقام حاصل ہے۔ ذیل میں ہم انکی تفسیر کی خصوصیات کو مختصراً تحریر کرتے ہیں۔

سہل اور بلیغ ترجمہ: مولانا عبد الماجد دریابادی کے عہد میں قرآن کریم کے مختلف ترجمے ہو چکے تھے۔ جن میں شاہ رفیع الدین کا تحت اللفظ ترجمہ بھی تھا، جس میں انتہائی احتیاط برتی گئی اور قرآن کے مضامین و مفاہیم سمجھنے کے لئے قاری کو خود ترجمے کے الفاظ محاورے میں ڈھالنے اور قابلِ فہم عبارت بنانے کی سعی کرنی پڑتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر اس ترجمے میں تغییر و تبدیلِ کلام تصحیف و تحریف کی وادیوں سے بچنے کی تو پوری پوری کوشش کی گئی مگر فہمِ قرآن کی راہ میں بدستور ایک لنگِ گراہ حائل تھا اور اس دشوار گھاٹی کو عبور کرنا ہنوز بس ایک خواب و خیال تھا پھر اس کمی کو پورا کرنے لئے سلیس اور محاورہ ترجمہ میں بھی اہل علم و فضل کی طرف سے آنے لگے جن میں شاہ عبد العزیزؒ کا ترجمہ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، مولانا عبد الحق حقانی، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا فتح محمد جالندھری وغیرہ کے ترجمے شامل ہیں۔ اور یوں اردو خواہ طبقے کے لئے قرآن کریم کے چھپے خزانے پوری طرح کھل گئے فجزاہم اللہ عن المسلمین خیرا۔ مولانا دریابادی کا ترجمہ ہمارے خیال میں ایک تو نہایت سہل ہے اور اسکے ساتھ وہ دو درجہ بلیغ علمی وادی محاسن کا بھی بہترین نمونہ ہے یہ ایک بڑے مقبول اور کثیر الاشاعت ترجمہ جو مولانا فتح محمد جالندھری کا ہے اسکے ساتھ ایک تقابلی اقتباس پیش کیا جارہا تاکہ تفسیری ماجدی کی افادیت واضح ہو۔ آپ بھی غور کیجئے! ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وان كانت لكبيرة الا على الذين هدى الله ، وماكان الله ليضيع ايمانكم ان الله بالناس لرؤوف الرحيم ، قد نرى تقلب وجهك فى السمآءفلنولينك قبلة ترضٰها ، فول وجهك شطر المسجد الحرام ، وحيث ماكنتم فولو وجوهكم شطره ، وان الذين اوتوا الكتاب ليعلمون انه

الحق من ربهم ، وما الله بغافل عما يعملون ولئن اتيت الذين اوتوا الكتاب بكل آية ما تبعوا قبلتك وما انت بتابع قبلتهم وما بعضهم بتابع قبلة بعض ولئن اتبعت اهواءهم من بعد ماجاءك من العلم انك اذا لمن الظالمين۔ الذين اٰتينٰهم الكتٰب يعرفو نه كما يعرفون ابناءهم وان فريقاً منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون[1]۔ترجمہ فتح محمد جالندھری........اور یہ بات (یعنی تحویل قبلہ لوگوں کو) گراں معلوم ہوگی، مگر جن کو خدا نے ہدایت بخشی ہے (اسے گراں نہیں سمجھتے) اور خدا ایسے نہیں کہ تمہارے ایمان کو یوں ہی کھو دے۔ خدا تو لوگوں پر اور صاحب رحمت ہے۔ (اے محمد) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو اور تم لوگ جہاں ہوا کرو (نماز پڑھنے کے وقت) اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ (نیا قبلہ) انکے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر نہیں۔ اور اگر تم ان اہل کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آؤ تو بھی یہ تمھارے قبلہ کی پیروی نہ کریں۔ اور تم بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں ہو اور ان میں سے بعض بعض کے قبلے کے پیرو نہیں اور اگر تم باوجود اس کے کہ تمھارے پاس دانش (یعنی وحی خدا) آچکی ہے ان کی خواہشوں کے پیچھے چلوگے تو ظالموں میں داخل ہو جاؤ گے۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخر الزمان) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

ترجمہ مولانا عبد الماجد دریابادی: ”اور یہ حکم بہت گراں ہے، مگر ان لوگوں کو نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھادی ہے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہو جانے دے تمھارے ایمان کو اور اللہ تو لوگوں پر شفیق ہے، بڑا مہربان ہے۔ بے شک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا سو ضرور آپکو متوجہ کر دیں گے اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں۔ اچھا اب کر لیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔ اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہرے کر لیا کرو اسی کی طرف اور جن لوگوں کو کتاب مل چکی ہے وہ یقینا جانتے ہیں وہ (حکم) واقعی ہے انکے پروردگار کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں ان کی کاروائیوں سے اور اگر آپ ان لوگوں کے سامنے جنہیں کتاب مل چکی ہے ساری ہی نشانیاں لے آئیں جب بھی یہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ آپ انکے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے قبلہ کو ماننے والے ہیں۔ اور اگر (کہیں) آپ ان کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگیں بعد اسکے کہ آپ کے پاس علم آچکا ہے تو یقینا آپ (بھی) ظالموں میں (شمار) ہوں گے۔ جن لوگوں کو ہم کتاب دے چکے ہیں وہ آپکو پہچانتے ہیں اس طرح جیسے کہ اپنی نسل کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں کے کچھ لوگ خوب چھپاتے ہیں حق کو حالانکہ جانتے ہوتے ہیں“۔

ملاحظہ فرمائیں: "بہت گراں ہے "جو جملہ اسمیہ کا ترجمہ ہے "گراں معلوم ہوئی" کے جملہ فعلیہ اور "معلوم" کے لفظ کے اضافے کے مقابلہ میں کتنا بر محل ہے۔الاعلی الذین ھدی اللہ کا جالندھری صاحب کا ترجمہ "مگر جن کو خدا نے ہدایت بخشی ہے (وہ اسے گراں نہیں سمجھتے)" دیکھئے اور پھر دریابادی صاحب کا ترجمہ "مگر ان لوگوں کا نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھادی ہے "ملاحظہ فرمائیں۔اس میں نہ بین السطور ہے، نہ لفظِ خدا، بلکہ لفظ اللہ لایا گیا ہے جو اللہ کا اسم علم ہے اس کا ترجمہ درست نہیں۔پھر "راہ دکھادی ہے "میں لفظی ترجمہ کی کتنی رعایت ہے؟ ماکان اللہ لیضیع ایمانکم کا ترجمہ "اور خدا ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو یوں ہی کھودے" کے مقابلہ میں "اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع ہو جانے دے تمہارے ایمان کو" بھی دیکھ لیں، لفظ" خدا" اور "اللہ" کا فرق۔پھر اللہ کا لوگوں کے ایمان کا کھونا۔اس کا مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا ایمان اللہ کے پاس گم ہونے کا اندیشہ تھا۔جبکہ "ضائع ہو جانے دے "میں بلاوجہ لفظ ضائع کو ترک بھی نہیں کیا گیا جو عبارت اور ترجمہ میں مناسبت کی علامت ہے اور حالِ واقعی کے مطابق بھی ہے کیوں کہ لوگوں کو خدشہ یہ تھا کہ ان کا سابق ایمان تحویل قبلہ کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہے۔جواب آگیا کہ اللہ اسے ضائع ہونے نہیں دیں گے۔"رؤف رحیم "کا بھی ترجمہ مولانا دریابادی کا لغوی اعتبار سے زیادہ بلیغ اور مناسب ہے۔

قدنری تقلب وجھك فی السماء کا ترجمہ "(اے محمد)ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں" ملاحظہ کیجئے اور پھر مولانا عبدالماجد دریابادی کا ترجمہ "بے شک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا" پڑھ لیں۔تقلب کی صورت منہ پھیر پھیر کر دیکھنے کی نہ تھی، بلکہ بار بار اٹھنے کی تھی۔پھیرنا "تحویل "کا معنی ہے اور ادھر ادھر دیکھنے کو منہ پھیرنا کیا جاتا ہے جبکہ یہاں اوپر نیچے دیکھنا ہوتا تھا۔پھر قد نری....میں مضارع پر "قد "داخل ہے جو تاکید کے لئے ہے اور اس کا ترجمہ میں مولانا عبدالماجد ہی نے خیال رکھا ہے۔ان چند اشارات کا مطلب مولانا فتح محمد جالندھری یا کسی اور کے ترجمہ کی تنقیص ہر گز نہیں، بلاشبہ دیگر تراجم کی بھی گوناگو ں خصوصیات اور لطائف و محاسن ہیں تاہم مولانا عبدالماجد دریابادی جدید علوم کے رمز شناس اور ادب و انشاء کے شہسوار تھے اس لئے ان کے ترجمہ قرآن میں سہل نگاری اور بلاغت و سلاست بطور خاص نمایاں ہیں اور عام مقاصد قرآن عام پڑھے لکھے اور ان پڑھ لوگوں کے فہم کے قریب کرنے کی انہوں نے خاص کوشش کی ہے۔

تفسیر ماجدی اور لغوی تحقیق: لفظی معنی کے بیان اور مفردات قرآن کی ضروری وضاحت کا تو اکثر مفسرین نے اہتمام کیا ہے مگر ایسی تفصیلی شرح کہ جس میں معتبر کتبِ لغت کی طرف باقاعدہ مراجعت اور ان کی عبارات اور حوالہ جات کا اہتمام بھی ہو یہ صرف تفسیر ماجدی میں آپ کو ملے گا۔تفسیر ماجدی کا قاری القاموس المحیط للفیروز آبادی، لسان العرب لابن منظور، الجمہرۃ، الصحاح للجوہری، تاج

العروس للزبیدی، کلیات ابی البقاء، کتاب الاضداد، المفردات للراغب، غریب القرآن، کتاب الاجناس، مشکلات القرآن وغریبہ للدینپوری جیسی کتابوں سے اسی لئے مانوس ہوتا ہے کہ ان کے تذکرہ سے تفسیر ماجدی بھری پڑی ہے۔

تفسیر ماجدی اور جامعیت: "تفسیر ماجدی" کی ایک اور خصوصیت جو اسے دوسری تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کی "جامعیت" اور ہمہ جہتی ہے۔ عمومی طور پر دوسری تفاسیر کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے فقہی، اصلاحی، اثری (احادیث سے تفسیر اخذ کرنے کا طریقہ)، لغوی،، کلامی وغیرہ اسالیب میں سے کسی پر خاص توجہ ہوتی ہے مگر تفسیر ماجدی میں بیک وقت ادیانِ باطلہ کی تفاصیل اور ان کی تردید بھی ہے۔ احکام فقہیہ کی بھی خوب شرح وبسط کے ساتھ تحقیق ہے۔ اصلاح نفس اور تزکیہ قلب (تصوف) کے مضامین کو بھی کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ لغوی معانی کی وضاحت کے لئے لغت کی چھوٹی بڑی کتابیں بھی کھنگالی گئی ہیں۔ فلسفیانہ اور دانشِ فرنگ کی پھیلائی شر انگیزیوں کے رد پر بھی سیر حاصل بحث ہے۔ اصلاح معاشرہ کے عنوان پر بھی مفید مواد ہیں۔ سائنس اور اسلام کے موضوع پر، تقابل ادیان کے موضوع پر، اسلام کے نظام سیاست پر، اسلام کے نظام تعلیم پر اور دیگر چیلنجز کے حوالے سے تفسیر ماجدی میں علمی رہنمائی کا بہترین سامان ہے۔

تقابلِ ادیان: تقابل ادیان کے موضوع پر ہمارے ہاں مواد بھی بہت محدود اور مختصر ہے۔ اور چوں کہ یہ معاملہ کافی حساس بھی ہے اس لئے عموماً تفاسیر میں اس پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ مگر تفسیر ماجدی میں اس پر بڑا فاضلانہ اور محققانہ کام ہوا ہے۔ جن اہم علم و دانش کا اسلام کے تقابلی مطالعہ کا ذوق ہے ان کے لئے تفسیر ماجدی ایک سنہری اور انمول تحفہ ہے وہ اپنے ذوق کی تسکین کے لئے بلا جھجک اس کا خوب مطالعہ کریں۔

اکابرینِ اسلام کی خدمات کا ثبوت: مولانا عبدالماجد دریا بادی کی تفسیر کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں علماء صحابہ، علماء تابعین واتباع التابعین، فقہاء، محدثین، متکلمین، مفسرین، لغویین، نُحات، بلغاء، اور دیگر علماء کی علمی جلالت اور خدماتِ جلیلہ کا مفصل تذکرہ ہے۔ جس سے ان کی خدمات اور کارناموں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور اہل اسلام کا مورال بھی بلند ہوتا ہے۔

احکامِ حلال وحرام کے بیان میں سیر حاصل گفتگو: انّما حرّم علیکم المیتۃ والدّم و لَحم الخنزیر وَما اھلّ به لِغیر اللّٰہ[2] (اس نے تم پر بس مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جو (جانور) غیر اللہ کے لئے نامزد کیا گیا ہو، حرام کیا ہے) اس کی ذیل میں مولانا نے کتنے مسائل کا، اور کس قدر اہتمام واحاطہ کے ساتھ ذکر کیا ہے، ملاحظہ کیجئے! "المیتۃ "میّت، یا مردار وہ جانور ہے جو بغیر کسی کے ہلاک کئے از خود مر جائے، یا ہلاک تو کیا جائے لیکن ذبحِ شرعی کے مطابق نہ ہو۔

هو غیر المزکیٰ،اِما لِانه لَم یذبح او انه ذُبح ولکن لم یکن ذبحه ذکاة [3] وهی کل ما فارقَه الروح من غیر ذکاة ممّا یذبح"[4] مردار سے کیا مراد ہے؟ اس کی ایسی خوبصورت اور جامع شرح،اور اس پر مستزاد یہ کہ اھل علم وارباب ذوق کے لئے امہات الکتب سے اصل عبارات کا نقل،یہ مولانا ہی کی تفسیر کا خاصہ ہے۔

مزید تفصیل ملاحظہ ہو: زندہ جانور کے اگر گوشت کا کچھ حصہ کاٹ لیا جائے تو وہ بھی مردار ہی کے حکم میں داخل ہوگا،حنفیہ کے ہاں مردار سے کسی قسم کا بھی نفع حاصل کرنا جائز نہیں،یہاں تک کہ مردار گوشت کتوں اور شکاری پرندوں کو کھلانا بھی درست نہیں،درانحالیکہ قرآن میں مردار کی حرمت مطلق صورت میں ہے،

[قال اصحابنا لا یجوزُ الانتفاع بالمیتة علیٰ وجهٍ ولا یطعمها الکلابَ والجوارح لان ذلک ضربمن الانتفاع بها،وقد حرّم الله المیتة تحریماً مطلقاً معلقاً بعینها،[5] لیکن عمل دباغت کے بعد مردار کی ہڈی،کھال وغیرہ پاک ہوجاتی ہے،اور مردار کے حکم میں رہتی ہی نہیں،یہ مسئلہ آثار سے ثابت ہے،اور حنفیہ اور بعض دوسرے ائمہ فقہ کا بھی یہی مذہب ہے،[قالواصحابه والحسن بن صالح وسفیان الثوری وعبد الله بن الحسن العنبری ،والاوزاعی والشافعی : یجوز بیعه بعد الدباغ والانتفاع به[6]

والحجة لِمن طهرها وجعلها ذکاة ماورد عن النبی ﷺ من الآ ثار المتواترة من الوجوه المختلفة بالالفاظ المختلفة کلها یوجب طهارتها والحکم بذکاتها[7] اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں،ایما اهابٍ دُبِغ فقد طهر،ذکاة الادیم دباغته۔ دو جانور ایسے ہیں جو حدیث صحیح کی رو سے بغیر ذبح بھی جائز ہیں،ایک مچھلی،دوسرے ٹڈی۔

[وقد اُحلت المیتتانِ بالحدیث ،السمک والجراد،[8] فقہائے مفسرین نے اس سلسلہ میں اس مسئلہ کو بھی بیان کر دیا ہے کہ جن غذاؤں میں ذبیحہ کا سوال ہی نہ پیدا ہو،وہ مجوس اور مشرکوں اور سب غیر کتابیوں کے ہاں بھی جائز ہیں۔[وقالَ ابوعمر : لا باس باکل طعامِ عبدة الاوثان والمجوس وسائر من لا کتاب له ،من الکفار ما لم یکن من ذبائحهم [9] میتة کے حوالے سے اس سے زیادہ تفصیلی اور مفید تر گفتگو کیا ممکن ہے؟اور سونے پے سہاگہ یہ کہ ہر قول باحوالہ اور اصل عبارت کے ساتھ،مختلف مذاہب ومذاق کے علماء کے ارشادات سے بھی قارئین کو استفادہ بہم پہنچانے کی اچھی کوشش فرمائی،مسئلے کے گنجائش یا نزاکت کو بھی ملحوظ رکھا گیا،اور قاری کی ایسی رہنمائی کی گئی کہ تفسیر کے مطالعہ کے بعد اسے کُتبِ فقہ اور فتاویٰ کی تلاش کی ضرورت نہیں رہتی،اور احکام کی اصولی حیثیت کے ساتھ،فقہی حکم اور مصالح وغیرہ کے بارے میں بھی بتاتے ہیں۔

قدیم وجدید کا امتزاج: عموماً تفسیر قرآن کے لئے قدم اٹھانے والی شخصیات قدیم علوم کے حامل ہوتے ہیں اور علوم القرآن ہیں بھی قدیم ہی،مگر ایک تو ان علوم کی اصطلاحات سے جدید طبقہ زیادہ واقف نہیں ہے،دوم کچھ جدید دور کے اشکالات واعتراضات اور چیلنجز

نے بھی آج کے مسلمان کو قرآن کے حوالے سے مخصوص انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے ،مثلاً قیام خلافت ،عالمی مالیاتی نظام، دارالاسلام اور دارالکفر کا تصور، اقوام عالم اور ادیان عالم کے ساتھ تعلقات، سائنسی ترقی کی حیثیت، غیر مسلموں کے مصنوعات وغیرہ کے متعلق قرآنی ہدایات کیا ہیں؟اور مستشرقین جیسے قرآن اور اسلام کے وہ ناقدین جن کی زبانیں بھی ایشیائی نہیں ہیں، ان کو سمجھنے اور ان جیسی چیزوں کے لئے جدید علوم کے ماہر کی ضرورت تھی۔ مولانا عبدالماجد نے یہ ضرورت پوری کر دی اور قدیم نافع اور جدید صالح دونوں کو ان کی تفسیر میں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے۔

فقہی احکام کے بیان میں علماء سلف کے فتاویٰ پر گہری نظر: قرآن کریم کی آیاتِ احکام کے تحت اکثر مفسرین نے فقہی احکام اجمال یا تفصیل کے ساتھ بیان تو بہر حال کئے ہیں، مولانا دریابادیؒ کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے فقہ اور فقہاء کے مفہوم میں وہ وسعت رکھی ہے جو عموماً ہمارے عہد اور ہمارے منطقے کے روایتی اہل علم کے مذاق کے خلاف ہے، انہوں نے ائمہ متبوعین سمیت فقہائے صحابہ وفقہائے تابعین کے مقتدر اقوال، بلکہ بعض دوسرے متبحرین و محققین، جو معروف معنی میں فقیہ نہیں سمجھے جاتے، ان کے دل لگتے اقوال وآراء کو بھی جہاں مناسب اور راجح سمجھا ذکر کر دیا، اور جہاں جہاں ذکر کیا ہے، وہاں صاف محسوس ہوتا ہے کہ ان اقوال کی مدد سے نفسِ مسئلہ سمجھنے یا گتھی سلجھنے میں بڑی مدد ملی ہے۔ مولانا کے اس اسلوب اور طریق کار سے یہ اندازہ لگانا، اور اس کے تناظر میں یہ دعویٰ بے جا نہ ہوگا کہ حضرتؒ کی نظر میں مسلکی رجحانات کو تفسیر قرآن میں مرکزی حیثیت دینا، اور تفسیر کو اس کا تابع بنانا، یا تفسیر کو اس کی ضرورت کے تحت استعمال کرنا قرینِ انصاف اور مبنی بر حق وصواب طرز عمل نہیں ہے، بلکہ قرآن کریم کے متبادر اور رواں مفہوم ومراد کو اصل بنا کر بیانِ احکام کو اس کے دائرے تک محدود کرنا، اور فہمِ صحابہ وتابعین کو اس باب میں اوّلیت دینا زیادہ مستند ومعتبر اور اطمینان بخش طریقہ ہے۔ چنانچہ ان کی تفسیر میں یہ چیز نمایاں طور پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ اندازہ لگائیں ہم چند ایک مثالیں ذکر کئے دیتے ہیں۔ ’صوم‘ کے باب میں ارشاد ہے:یا ایھا الذین اٰ منوا کُتِب علَیکم الصیام[10] اس کے بعد " ایاما معدودات ،فَمَن کا نَ منکم مریضاً"(پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو، یا سفر میں ہو اس پر دوسرے دنوں کا شمار (لازم) ہے)۔

مولانا لکھتے ہیں:اور بیماری کے باعث روزہ اس پر شاق ہوای مریضاًیعسر علیه الصوم معه یخاف من الصوم زیادة مرضٍ بیماری کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں ، بیماری بہت شدید بھی ہو سکتی ہے، اور بہت خفیف، برائے نام بھی ہو سکتی ہے، اور پھر موسم، عمر، جثہ، وغیرہ کے اختلاف بھی اثر انداز ہوا کرتے ہیں، یہاں مراد ایسی بیماری ہے جو روزہ رکھنے سے بڑھ جاتی ہو، یا جس کے ساتھ روزہ رکھنے میں شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑے، اگر روزہ رکھا ہی نہ جا سکتا ہو جب تو قضائے روزہ یعنی افطار واجب ہے، اور اگر رکھا تو جا سکتا ہو لیکن ضرر اور تعب کے ساتھ ،تو قضائے روزہ یعنی افطار مستحب ہے،للمریضِ حالتانِ :احدھما الّایطیق الصوم بِحالٍ فعلیه الفطرواجباً ،الثانیة ان یقدرعلی الصوم بضررٍومشقة فهذا یستحب له الفطرولا یصوم الا جاھل[11]

مرض کی مدّت یا شدت میں اضافہ کے اندیشہ سے جمہور علماء کے نزدیک افطار جائز ہے، قال جمهورمن العلماءاذا كان به مرض يؤلمه او يخاف تماديه او يخاف تزيّده صح له الفطر[12] وذهب الاكثرون الى انه مرض يخاف معه من الصوم زيادة علة غير محتملة،وفى الجملة اذا اجهده الصوم افطرَ،وان لم يجهده فهو كا لصحيح[13]

ابن سیرین ایک نامور تابعی گزرے ہیں، ان کی بابت یہ روایت قرطبی معالم وغیرہ میں طریف بن تمام العطاردی کی زبان سے درج ہے کہ میں رمضان میں ان کے ہاں گیا تو وہ کھا پی رہے تھے، اور جب فارغ ہو چکے تو مجھ سے بولے کہ میری اس انگلی میں درد تھا، گویا نتیجہ یہ نکلا کہ خفیف مرض میں بھی افطار کی گنجائش ہے، انھیں ابن سیرین کا یہ قول بھی قرطبی وغیرہ میں نقل ہوا کہ جیسے جب کسی انسان پر مسافر کا اطلاق ہونے لگے اسی طرح جب کسی پر مریض کا اطلاق ہونے لگے، تو اس کے لئے افطار جائز ہو جاتا ہے، عطاء تابعی کا بھی قول قرطبی میں نقل ہوا ہے کہ ان سے جب سوال کیا گیا کہ افطار کس مرض میں جائز ہے ؟تو انہوں نے فرمایا کہ جو بھی مرض ہو اور عطاء تابعی ہی کے سلسلہ میں خود امام بخاری سے قرطبی نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ میں نیشاپور میں معمولی طور پر رمضان میں بیمار تھا (اعتَلَلت بنيسابور علة خفيفة وذلک فی شهر رمضان) اور میں نے روزہ نہیں رکھا اور عبد اللہ بن راہویہ کچھ لوگوں کے ساتھ مجھے دیکھنے آئے تو ان سے میں نے یہی کہہ دیا، خود قرطبی نے ابن سیرین کے مسلک کی تائید کی ہے (قولُ ابن سيرين اعدل شيىء فى هذا الباب) حسن بصری و ابراہیم نخعی سے یہ قول نقل ہوا ہے کہ جس مرض میں نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، اس میں روزہ کے بجائے افطار بھی جائز ہے [وقال الحسن وابراهيم النخعی هو المرض الذی يجوزبه الصلاة قاعداً] جصاص رازی نے لکھا ہے کہ آیت کے ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی مریض ہو اس کے لئے افطار درست ہے، عام اس سے کہ روزہ اس کے لئے مضر ہو یا نہ ہو، لیکن فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ افطار جائز اس مریض کے لئے ہے جسے روزہ سے مرض بڑھ جانے کا احتمال ہو، ورنہ افطار جائز نہیں،[ثبتَ باتفاق الفقهاءانّ الرخصة فى الافطار للمريض موقوفة على زيادةالمرض بالصوم وانه لم يخش الضرر فعليه ان يصوم [14] انّا لا نعلم خلافا ان المرض الذى لايضره الصوم غير مرخص له فى الافطار فقال ابوحنيفة وابو يوسف ومحمد :اذا خاف ان تزدادَ عَينه وجعاً اوحمّاه شدةافطرَ،[15]" خلاصہ یہ کہ بیماری کی متعین حد شریعت نے نہیں بتائی، ہر مریض اپنے حالات کے لحاظ سے اپنے لئے اپنے ضمیر و دیانت کی روشنی ہی میں فیصلہ کر سکتا ہے"۔ ملاحظہ فرمائیں مولانا کا اسلوب کتنا زرین و دلنشین ہے، ذخیرہ احادیث کے نچوڑ کے ساتھ ساتھ فتاویٰ کا خلاصہ بھی، راجح قول کی وضاحت بھی کر دی، اور گنجائشوں کے بارے میں بھی بتادیتے ہیں۔ ان تمام کے ساتھ ایجاز واختصار کے دامن کو بھی چھوٹنے نہیں دیا۔

جدید انکشافات پر نظر: مولانا نے جہاں اقوالِ سلف کے نقل کا اہتمام کیا ہے اور عباراتِ اکابر و حوالہ جاتِ کتب تک کا ذکر ضروری سمجھا ہے، کچھ اتنی ہی اہمیت کے ساتھ انہوں جدید علوم کے ذریعے ملنے والی سہولیات کو بھی غنیمت سمجھا، جدید شبہات کے حل پر بھی توجہ دی

ہے، اور یوں ان کی تفسیر قدیم و جدید ہر دو طبقوں میں مقبولیت کا استحقاق رکھتی ہے، اور اس کی اس جامعیت اور دوہری افادیت نے اسے چار چاند لگا دیے۔ کچھ مثالیں ملاحظہ کیجئے!

فَمن شَهد منكم الشهرَفليصمه [16] کی ذیل میں مولاناؒ رقم طراز ہیں: "قمری مہینہ کا آغاز ہر 29 یا 30 دن کے بعد چاند دیکھنے سے ہوتا ہے، اسلام ایک فطری دین ہے اور یہ اور اس کا رنگ ہر شعبہ زندگی میں نمایاں ہے، طاعتوں اور عبادتوں کے باب جہاں اس نے ایک طرف یہ تاکید رکھی ہے کہ وقتِ مقرر پر، اور زمانہ معیّن ہی میں ادا ہوں، وہاں یہ نہیں کیا کہ خود اوقات کو یا زمان کی مقداروں کو ماہرینِ ہیئت و حساب کا محتاج و پابند بنا دیا ہو، شمسی تقویم رکھنے والے بیچارے آہنی گھڑی گھنٹہ کے لئے تمام تر دست نگر رہتے ہیں، ہیئت دانوں اور فلکیات کا حساب کتاب رکھنے والوں کے، اور کسی ملک یا قوم کا تمدن ابھی اس درجہ تک نہ پہونچا ہو کہ رصد خانے بن سکے ہوں، دوربینیں ایجاد ہو چکی ہوں، طرح طرح کے آلات سے کام لیا جانے لگا ہو، ریاضیات کا طویل و عریض نظام وجود میں آچکا ہو تو وہاں کے لوگ بیچارے منہ دیکھتے رہ جائیں، اسلام تو اس سیدھے سادے فطری حساب کا قائل ہے کہ بغیر کسی آلہ کی احتیاج اور مدد کے بغیر ریاضیات اعلی کے توسط کے، بس آنکھ سے جب چاند دیکھ لو روزہ رکھنا شروع کر دو، آیت کے اتنے ٹکڑے نے اسے صاف کر دیا کہ صومِ رمضان سارے مکلف انسانوں پر فرض نہیں، بلکہ صرف انھیں پر ہے جنھیں شہودِ شہر ہو، جو ماہِ رمضان اپنے ہاں پائیں، رؤیت ہلال معتبر کہاں کی ہوگی؟ فقہاء نے اس کے جواب میں بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں، لیکن صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اسی شہر یا بستی کی، یا قرب وجوار کی بستیوں کی، سینکڑوں ہزاروں میل دور سے رؤیتِ ہلال کی خبریں منگانے کا تار، ٹیلیفون، ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ سے انتظام کرنا، یا کلکتہ کی رؤیت کو 1900 میل دور بمبئی پر حجت گردانا شریعتِ اسلامی کی اصل روح پر ظلم کرنا ہے، اختلافِ مطالع ایک صریح مشاہدہ کی چیز ہے، اسے کیوں کر جھٹلایا جا سکتا ہے، وحدتِ امت یقیناً ایک بڑی اہم چیز ہے لیکن اس کے لئے یہ زبردستی کی کوششیں کرنا طبعی کو غیر طبعی کی حد تک پہونچا دینا ہے۔"

[واختلَفوا اِذا اخبرَ مخبرعن رؤية بلدةفلا يخلو انه يقرب او يبعد،فان قرب فالحكم واحد ،وان بعد فلاهل كل بلدرؤيتهم،روى هذا عن عكرمة والقاسم وسالمٍ،ورُوى عن ابن عباس وبه قال اسحاق واليه اشار البخارى حيث بوّب لاهل كل بلد رؤيتهم [17] اختلافِ مطالع کے مسئلے پر کافی تفصیلی بحث، اکابر کے اقوال اور فقہاء کے دلائل جن کو ہم نے مختصر نقل کیا مولانا زمانہ جدید کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر حتمی گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں "الشّھر" اس دنیا کے پردے پر کچھ ملک ایسے بھی آباد ہیں جہاں کا طلوع و غروب ہمارے عام معیار کے لحاظ سے بالکل غیر معمولی ہے، مثلاً فن لینڈ، یا قطبین کے قریب کے علاقے جہاں رؤیت ہلال کے انتیسویں دن تیسویں دن کے واقع ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں، اور جب یہ نہیں، تو وہاں شہود الشھر یعنی طلوع ماہِ رمضان کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- قرآن مجید کے اس اعجازِ بلاغت کے قربان جایئے کہ صرف ایک لفظ

شھدَ الشھر کے لے آنے سے کتنے سوالات اور شبہات کی جڑ کاٹ دی۔ بہ طور تطوع یا بخیالِ تقویٰ کوئی وہاں بھی روزہ رکھنا چاہے تو سونے جاگنے، کھانے پینے، غرض دنیا کے اور سارے کاروبار کے لئے وہاں اوقات کا جو معیار ہو اسی انداز اور حساب سے روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔ ہمارے زمانہ کے نامور فاضل، محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدر آبادی نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا ہے اس کا ایک حصہ اس قابل ہے کہ یہاں پورا نقل کیا جائے: یہ امر ناگزیر ہے کہ کرہ زمین کو اسی ضرورت کے پیشِ نظر معمولی اور غیر معمولی دو منطقوں میں تقسیم کر دیا جائے، خطِ استوا سے 45 درجہ شمالاً و جنوباً عرض البلد تک تو معمولی معمولی منطقہ ہو، اور اس کے آگے قطبین تک دونوں جوانب غیر معمولی منطقے شمار کیے جائیں، اور ان غیر معمولی منطقوں کے لئے وہی اوقات سحر وافطار ہوں جو معمولی منطقے کے انتہائی اوقات سحر وافطار ہو سکتے ہیں۔" مولانا صاحب کی اس تفصیلی گفتگو اور دلائل کے بعد اختلاف مطالع کے حوالے سے پیدا ہونے والے معاملات با آسانی ختم ہو سکتے ہیں جیسے کی ہمارے زمانے میں وزارتِ سائنس اور رویئت ہلال اور مسجد قاسم علی کے درمیان پیدا ہونے والے مسائل با آسانی حل ہو سکتے ہیں نیز جو لوگ صرف سائنس کی بنیاد پر جدید آلات کی مدد سے اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے بھی اس میں کافی وشافی جواب موجود ہیں اور یہ مولانا کا ہی خاصہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں ہر طبقہ فکر کے نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے تفسیر کو اس طرح مزین کیا کہ سب کے لئے کافی ہو۔ موجودہ دور میں سماجی بہودی آبادی کے عنوان سے ایک تحریک شروع کی گئی ہے اس تحریک کی آڑ میں مسلمان اور اسلامی تعلیمات پر خوب اعتراض کیا جاتا رہا عقلی دلائل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی گئی مولانا صاحب نے دلائل عقلی و نقلی کے ذریعہ جس دل نشیں انداز میں اس تحریک کا قلع قمع کیا یہ ان ہی کا خاصہ ہے لہٰذا قرآن کریم کی آیت:

فالٰئن باشَروھنّ وابتغوا ماکَتب اللہُ لکم[18] کے تحت مولانا لکھتے ہیں: "وابتغوا سے صاف اشارہ نکل رہا ہے کہ مطلوب افزائشِ نسل ہے، نہ کہ ارادی لاولدی یا عزل۔[قیل ھو نھی عن العزل .... قیل : النھی من العزل .... فیھا حث علیٰ طلب الولد ....]

منع حمل اور قطع نسل کی جس جدید تحریک کا اس وقت زور ہے، اور جو "ضبطِ تولید" وغیرہ مختلف خوشنما ناموں سے پیش ہو رہی ہے، قرآن مجید نے اپنے بلیغ انداز میں اس سب کی تردید کر دی اور بتا دیا کہ مباشرت کا جو نتیجہ قدرۃً اور طبعاً نکلتا ہے، اسی کی توقع رکھنا چاہئے، اور اسی کا انتظار کرنا چاہئے، عام قاعدہ اور اصل عمومیہ ہے، باقی اجتماع تزوجی کے قدرتی نتیجوں کو بلا وجہ خاص وضرورتِ شدید مصنوعی ذریعوں اور تدبیروں سے روکنا، اور ربڑ وغیرہ کے آلات کو کام میں لانا مصیبتوں کو دور کرنا نہیں، جسمانی آلام اور اخلاقی امراض کو بڑھانا اور فرد وقوم دونوں کو نئے نئے فتنوں کی دعوت دینا ہے، انتہائی سرگرم کوششوں کے باوجود اول تو ابھی تک کوئی پوری طرح حمل روک آلہ دریافت ہی نہیں ہو سکا ہے۔

اب تک کوئی مانعِ حمل ایسا نہیں دریافت ہو سکا ہے جو ہر طرح قابل اطمینان ہو، یعنی قطعی ہو، بے ضرر ہو اور سادہ ہو، اور پھر اگر کوئی بے خطا اور حکمی تدبیر دریافت ہو بھی گئی تو منع حمل کی جسمانی مضرتوں کے تدارک کی کیا صورت ہو گی؟[یہ باور کرنا دشوار ہے کہ یہ عمل (امتناع) بار بار کیا جائے، اور اس کے مضر اثرات مرد وعورت کے اعلیٰ صفات پر مرتب نہ ہوں۔ یہ اگر مان بھی لیا جائے کہ جلد جلد استقرار حمل اور وضعِ حمل سے عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے تو بھی خود طبِ جدید کا فتویٰ یہ ہے کہ عورت کو زمانۂ حمل میں میں صنفی اعمال سے جو مہلت مل جاتی ہے نیز وضعِ حمل کے رضاعت وغیرہ کی مشغولی وتوجہ یہ سب عورت کی صحت کے لئے ضروری ہے، اور پھر یہ بھی تو ہے کہ اولاد کی پیدائش ہمیشہ والدین کے ارادہ کے تابع نہیں رہتی، چنانچہ ایسے والدین کی مثالیں بارہا مشاہدہ میں آچکی ہیں کہ پہلے تو انہوں نے امتناع کی صناعی تدبیریں اختیار کر کے اپنے اعضائے تولید کی صلاحیتوں کو ضائع کر دیا اور پھر آگے چل کر جب اولاد کی خواہش یا ضرورت محسوس کی تو اپنی سابقہ حرکتوں پر پچھتائے ہیں، یہ سب تصریحات انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ہی سے ماخوذ ہیں، باقی متعدد دوسرے ڈاکٹروں، اور انھیں میں لیڈی ڈاکٹر بھی ہیں، اور سائنس کے ماہرین نے اس جدیدیشن کی لغویت اور بیہودگی پر اس سے بھی زیادہ کھلے لفظوں میں کہا ہے اور اس کی طبعی مضرتیں کھول کر دکھائی ہیں، خصوصا عورت کے حق میں، بلکہ یورپ کے متعدد ملک تو اس تحریک کے نتائج سے تنگ آکر اور طویل تجربوں کے بعد بالآخر اس پر مجبور ہوئے کہ ماؤں کے لئے انعام قرار دیں اور ہر نئی زچگی پر ایک نیا انعام دیں! جرمنی، اٹلی وغیرہ سے تو یہ خبریں کئی سال سے آنا شروع ہو گئی تھیں، اور اب روس اور فرانس وغیرہ سے عین دوران جنگِ عظیم (1942) میں آنے لگی ہیں اور بالآخر بات اسی کی سچی نکلی اور اسی کی بلند رہی جس نے کہا تھا "تزوّجوا الولُود الودود" شادیاں کرو زیادہ بچے پیدا کرنے والی بیویوں سے۔

منفرد نکات: مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں قرآن کریم کی حکیمانہ تعلیمات اور دقیق مضمرات کی حامل آیات کریمہ کی ایسی دلنشین اور ایمان افروز تقریر پڑھنے کو ملتی ہے جس سے روح کو تازگی ملتی ہے اور علم ومعرفت کے دریچے کھلتے ہیں۔ تفسیر ماجدی کی یہ انفرادیت حقیقت تو یہ ہے کہ تقریباً ہر جگہ دیکھنے کو ملتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ تفسیر ماجدی حقیقت میں جہاں فقہ، لغت اور تصوف میں کمال درجہ رکھتی ہے وہی فلسفہ جدیدہ کے رد میں بھی اپنی مثال آپ ہے۔

حوالہ جات

---

[1] القرآن سورہ بقرہ 143

[2] القرآن: سورہ بقرہ کی آیت نمبر 173

[3] رازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، تفسیر کبیر ج5 ص195، مطبوعہ دار الحیاء التراث العربی بیروت 1420

[4] ابو البرکات عبداللہ بن احمد النسفی، تفسیر مدارک (النسفی) ج 1 ص 100، مطبوعہ دار النفائس بیروت 2005ء

[5] جصاص ابو بکر الرازی احکام القرآن ج 1 ص 124 مکتبہ دار الحیات التراث العربی بیروت 1420

[6] جصاص ابو بکر الرازی احکام القرآن ج 1 ص 124 مکتبہ دار الحیات التراث العربی بیروت 1420

[7] جصاص ابو بکر الرازی احکام القرآن ج 1 ص 124 مکتبہ دار الحیات التراث العربی بیروت 1420

[8] نسفی، ابو البرکات، مدارک التنزیل وحقائق التاویل، صاحب المکتبۃ العلمیۃ لاہور ج 1 ص 110، 1976ء

[9] ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح االانصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی، الجامع لاحکام القرآن: ،ج،2،ص، 221 ناشر ،دار عالم الکتب، الریاض، الطبعۃ، 1423ھ، 2003ء

[10] قرآن کریم سورہ بقرہ آیت نمبر 183

[11] القرطبی ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن ج 2 ص 276 مطبوعہ دار عالم الکتب الریاض السعودیۃ 2003ء)، ابن العربی

[12] القرطبی ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن ج 2 ص 276 مطبوعہ دار عالم الکتب الریاض السعودیۃ 2003ء

[13] البغوی، الحسین بن مسعود معالم التنزیل (البغوی) ج 1 ص 199 دار طیبۃ للنشر والتوزیع بیروت 1997ء

[14] جصاص، ابو بکر الرازی، احکام القرآن، ج 1 ص 174 مکتبہ دار الحیات التراث العربی بیروت 1420

[15] جصاص، ابو بکر الرازی، احکام القرآن، ج 1 ص 174 مکتبہ دار الحیات التراث العربی بیروت 1420

[16] القرآن سورہ بقرہ آیت نمبر 158

[17] قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن ج 2 ص 295 دار عالم الکتب الریاض، 2003ء

[18] القرآن سورہ بقرہ آیت 187

REFERENCES

1.Al Quran /Sorah Baqarah Ayat No.143

2. Al Quran /Sorah Baqarah Ayat No.173

3.Raazi,Abu Abdullah Muhammad bin Umar,Tafseer e Kabeer,Jild No.5 Page No.195,Matboah Darul Haya e tturas al arabi Beroot 1420 Hijri

4. Abul barakat Abdullah bin Ahmed annasafi, Tafseer e Mdarik (Annasafee) Jild No.1 Page No.100, Matbooah Darunnafais Beroot 2005 Esvee.

5. Jassas Abu Bakar Arrazi Ahkam ul Quran,Jild No.1 Page No.124,Maktabah Darul Haya e tturas al arabi Beroot 1420 Hijri.
6. Jassas Abu Bakar Arrazi Ahkam ul Quran,Jild No.1 Page No.124,Maktabah Darul Haya e tturas al arabi Beroot 1420 Hijri.
7. Jassas Abu Bakar Arrazi Ahkam ul Quran,Jild No.1 Page No.124,Maktabah Darul Haya e tturas al arabi Beroot 1420 Hijri.
8.Nasafee , Abul Barakat , Madarik uttanzeel wa Haqaiquttaveel, Sahib ul Maktabatil ilmiya,Lahore,Jild No.1 Page No.110,1976 Esvee.
9.Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed bin Bakar bin Farah Al Ansari al Khazrajee Shamsuddin Al Qurtabee, aljamiu li Ahkamil Quran, Jild No.2 Page No.221,Nashir Daru Aalimil Kutub, Arriyaz ,alttabah,1423 Hijree, 2003 Esvee.
10.Al Quran /Sorah Baqarah Ayat No.183
11.Al Qurtabee Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed,Al Jamiu liahkamil Quran,Jild No.2 Page No.276,Matbooah Dar e Aalim il Kutub,Arriyaz assaodiya 2003 Esvee, Abnul Arabee.
12.Al Qurtabee Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed,Al Jamiu liahkamil Quran,Jild No.2 Page No.276,Matbooah Dar e Aalim il Kutub,Arriyaz assaodiya 2003 Esvee, Abnul Arabee.
13.Al Baghavee,Al Hussain bin Masood , Mualimuttanzeel(Al Baghavee) Jild No.1 Page No.199 Dar u Tayyebah linnashri watauzee , Beroot 1997 Esvee.
14. Jassas Abu Bakar Arrazi Ahkam ul Quran,Jild No.1 Page No.174,Maktabah Darul Haya e tturas al arabi Beroot 1420 Hijri.
15. Jassas Abu Bakar Arrazi Ahkam ul Quran,Jild No.1 Page No.174,Maktabah Darul Haya e tturas al arabi Beroot 1420 Hijri.
16.Al Quran /Sorah Baqarah Ayat No.158

17.Al Qurtabee Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed,Al Jamiu liahkamil Quran,Jild No.2 Page No.295, Dar e Aalim il Kutub,Arriyaz 2003 Esvee.
18.Al Quran /Sorah Baqarah Ayat No.187

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.